کیرالہ (بھارت) میں ہونے والے مباہلہ کا ذکر

مکذب قومیں انحطاط اور دنیاوی آفات کا شکار ہو جاتی ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/نومبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

کل کیرالہ سے ہمارے مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کا ایک خط ملا ہے جس میں انہوں نے کیرالہ میں ہونے والے ایک مباہلہ کا ذکر کر کے خصوصیت کے ساتھ دعا کی تحریک کی ہے۔

اس مباہلہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب گزشتہ سال میں نے ایک مباہلے کا چیلنج دیا جس میں اولین مخاطب تمام منکرین اور مکذبین کے سردار جنرل ضیاء الحق تھے اور ان کے ساتھ جو دوسرے علماء شامل تھے ان کا بھی ذکر کیا گیا اور تمام دنیا میں ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا جو مکذبین اور مکفرین کے سردار ہیں اور ان کے پیچھے کچھ گروہ ہیں اور یہ اعلان کیا گیا کہ جو چاہے اس مباہلے کو قبول کرے۔ اس ضمن میں جو واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں ان کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ کوڈیوتھور جو کیرالہ میں ایک جگہ ہے وہاں کچھ علماء ہیں جنہوں نے جماعت کے اوپر زور دیا کہ ہم مباہلہ تو کرنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح نہیں جس طرح کے مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔

ان کا یہ مؤقف تھا کہ وہ مباہلہ جو آمنے سامنے نہ ہو اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور میرا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اس نے جو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے وہ چونکہ غیر شرعی ہے اور غیر حقیقی ہے اس

لئے اس کا تو کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اس لئے ہم جو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں ہماری شرطوں کے ساتھ قبول کرو تو پھر نتیجہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ جب ان کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی تو اگر چہ بالعموم میں اس قسم کی پیشکش کو رد کرتا رہا ہوں اور یہ مؤقف اختیار کرتا رہا ہوں کے قرآن کریم کی رُو سے مباہلے میں ہرگز آمنے سامنے کھڑے ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (آل عمران:۶۲) والی آیت میں یہ مضمون خوب کھل گیا ہے کہ نہ صرف آمنے سامنے ہونے کی شرط نہیں بلکہ آمنے سامنے ہونے کا اس وقت امکان بھی کوئی نہیں تھا کیونکہ وہ عیسائیوں کے نمائندگان جو اس وقت وہاں حاضر تھے ان کے اہل وعیال، ان کے مرد، ان کی عورتیں تو سب پیچھے اپنے وطن میں رہتے تھے اور ان میں سے کوئی بھی حاضر نہیں تھا۔ اس لئے تَعَالَوْا کا معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں جس طرح ہم ہر زبان میں ہر محاورے میں استعمال کرتے ہیں کہ تم بھی اپنوں کو آواز دو کہ وہ تمہارے ساتھ ہوں اور اور ہم بھی اپنوں کو آواز دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہوں اور معنوی لحاظ سے وہ ہمارے ساتھ شرکت کریں۔

چنانچہ اسی جگہ آگے بڑھ کر قرآن کریم فرماتا ہے قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اس سے صاف کھل گیا کہ یہاں تَعَالَوْا کا معنی جسمانی طور پر حاضر ہونا نہیں کیونکہ اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا کے لفظ نے خوب مضمون کھول دیا کہ معنوی شراکت کی ضرورت ہے کسی جگہ کی شراکت نہیں اس کلمے کی طرف آؤ، اس کلمے کی طرف آؤ جو ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ تو تَعَالَوْا کا چونکہ یہ مفہوم خوب اچھی طرح واضح ہے اس لئے میں نے اصرار کیا اور ہمیشہ کرتا رہا کہ یہی طریق درست ہے اور دوسرے آج کل کے زمانے میں بھی باوجود اس کے کہ سفر کی بہت سی سہولتیں ہیں یہ ناممکن ہے کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے معاندین کے پاس میں جگہ جگہ دوڑا پھروں اور ایک ایک کے سامنے اپنے بیوی بچے لے جا کر ان کے بیوی بچے منگواؤں اور پھر اس طرح مباہلہ ہو (ویسے ہی ایک لغوسی شکل بنتی ہے) لیکن چونکہ وہاں علماء نے جماعت پر بہت زور دیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ جماعت بھاگ رہی ہے چنانچہ میں نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مباہلہ کی اجازت دی تو انہوں نے اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی اور باوجود اصرار کے ان الزامات پر دستخط نہیں کئے جو بڑی

وضاحت کے ساتھ ہم نے شائع کئے تھے کہ اگر یہ الزامات درست ہیں جو تم لگاتے ہو تو مؤکد بعذاب قسم کھا کر خدا کے حضور حاضر ہو اور مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرو۔

میں نے یہاں تک بھی ان کو سہولت دی تھی کہ اگر تمہارے نزدیک سارے الزام سچے نہیں ہیں تو جتنے سچے ہیں ان پر نشان لگا دو اگر ایک الزام کو بھی سچا سمجھتے ہو اس پر بھی نشان لگا دو۔ تو پہلی تو ان کی شکست اس بات سے ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اس تحریر میں سے ایک الزام پر بھی تصدیق کرنے کی جرأت نہ کی اور ایک الزام کو بھی درست قرار دیتے ہوئے اس کے اوپر مباہلہ کرنے کی جرأت نہ کی۔

تو وہاں جو اہل بصیرت ہیں ان پر یہ بات کھل جانی چاہئے تھی کہ یہ علماء جو ہر روز انہی باتوں پر جماعت کے خلاف گند بکتے ہیں اگر یہ اپنی بات میں سچے ہوتے تو مباہلے کے وقت ان الزامات کو مباہلے میں شامل کرتے لیکن شامل نہ کیا بلکہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر مباہلہ کیا یعنی جماعت احمدیہ آپ کی تصدیق کرے اور وہ تکذیب کریں۔ وہ الفاظ جو مباہلے کے ہیں وہ میں ابھی آپ کو پڑھ کر سناؤں گا کیونکہ مباہلے کی مدت ختم ہونے میں تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور ۲۸ نومبر کو ان کی آپس کی مقرر کردہ مدت ختم ہو رہی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو وہ الفاظ پڑھ کر سناؤں اس خط کے مضمون سے مزید کچھ مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

اس خط میں کچھ پریشانی کا اظہار تھا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں تین گروہوں میں لوگ بٹ چکے ہیں۔ جوں جوں وقت قریب آ رہا ہے چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں اور چونکہ یہ مباہلہ بہت تشہیر پا گیا تھا اخبارات وغیرہ میں ریڈیو میں کثرت کے ساتھ چرچے ہوئے اور سارے صوبے میں یہ بات شہرت پکڑ گئی کہ جماعت احمدیہ کا اس کے مخالفین سے مباہلہ ہوا ہے۔ تو انہوں نے لکھا ہے کہ تین قسم کے گروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ جو ان علماء کا بھی دشمن ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر اس مباہلے کے نتیجے میں کچھ بھی نہ ہوا تو دونوں ہی جھوٹے۔ ایک وہ گروہ ہے جو ان علماء کا پیروکار ہے۔ پہلے ان کی شیخیاں اور تھیں اب یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ نہ ہوا تو جماعت جھوٹی اور ایک تیسرا گروہ ہے جو خدا کے منکرین کا ہے کیونکہ کیرالہ میں Communism بہت ہیں اور وہاں دہریت بھی بہت ہے۔ تو دہریے کہتے ہیں کہ اگر مباہلے کے نتیجے میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو خدا ہی نہیں ہے۔ تو اب وہ کہتے ہیں کہ ان تینوں گروہوں کا کس طرح منہ بند کریں اور کیا بات ان کے سامنے پیش کریں

کہ دل مطمئن ہوں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو ضروری ہے کہ مباہلے کے الفاظ دیکھے جائیں وہ کیا تھے۔ ان الفاظ کی رو سے جو بات فریقین پر صادر ہونی واجب ہو وہ ضرور ہونی چاہئے اور اگر ان الفاظ کی رو سے کچھ بھی نہیں ہوتا تو یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں کہ دونوں فریق جھوٹے۔ یہ نتیجہ بھی نکالنا درست نہیں کہ نعوذ باللہ خدا بھی نہیں ہے اور دہریت کو تقویت ملے کیونکہ ایک اور تیسرا نتیجہ بھی تو نکالا جاسکتا ہے کہ تمہارا مباہلہ بے معنی تھا اور خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوا اور اس صورت میں ذمہ دار وہ فریق ہوگا جس نے پہلے مباہلے کو رد کیا اور اپنا مباہلہ ٹھونسا اور یہ اصرار کیا کہ یہ درست مباہلہ ہے اور پہلا درست مباہلہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ایک عقلمند کو یہ تجزیہ کرنا ضروری ہوگا کہ جس مباہلے کو انہوں نے رد کیا تھا کیا وہ بے نتیجہ ثابت ہوا یا اس کا نتیجہ نکلا اور جس مباہلے کو انہوں نے درست مباہلہ قرار کر کے جماعت پر ٹھونسا تھا وہ درست ثابت ہوا کہ نہیں۔

تو اگر کوئی صاحب فہم ہو اور عقل کے ساتھ حکمت کے ساتھ تجزیہ کرے تو یہی ایک عقلی نتیجہ نکلتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے لیکن اس کا نتیجہ نکلا بھی ہے وہ میں ابھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

جہاں تک مباہلے کے الفاظ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی اور اسی طرح منکرین کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے عبارت یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

الحمد للہ رب العلمین نصلی علی محمد ﷺ آل محمد

(یہ عبارت کا آغاز ہے آگے ہے) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسلمانوں کے لئے امام مہدی اور موعود مسیح ابن مریم ہیں۔ وہ حضرت محمد ﷺ کے تابع غیر تشریعی امتی نبی اور رسول ہیں۔ یہ ہمارا دلی اعتقاد ہے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔ حضرت احمد القادیانی علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ تمام الہامات اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں ان کے منکر خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی سزا کے مستحق ہیں جو دیگر

ماموّر من اللہ انبیاء کے منکروں کے لئے قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔(یعنی ان سزاؤں کے مستحق ہیں جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں آپ کے تابع غیر تشریعی امتی نبی آسکتا ہے۔

اے قادر ومطلق خدا اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما۔(یہ الفاظ بہت خاص طور پر توجہ سے سننے کے لائق ہیں۔اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما) لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ورنہ اگر ہم سچے ہوں تو ہم پر نہایت رحمت نازل کر کے ایسا نشان دکھلا جس سے حق ظاہر ہو جاوے۔''

تو جہاں تک جماعت احمدیہ کے مباہلے کا تعلق ہے، جماعت احمدیہ کی تحریر مباہلہ کا تعلق ہے اس میں یہ نشان مانگا گیا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت ڈال اور اگر ہم سچے ہیں تو ہماری تائید میں کوئی نشان ظاہر فرما۔ یہ اصرار کرنا کہ اس کے نتیجے میں دشمن فلاں تاریخ سے پہلے پہلے مر جائیں یہ سراسر زیادتی اور افترا ہے کیونکہ اس تحریر میں اشارۃً بھی یہ نہیں کہا گیا کہ ایسی صورت میں دشمنوں کو فلاں مدت سے پہلے پہلے مار دے۔ ہاں انبیاء کے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ قرآن کریم میں متفرق جگہ پر بیان ہوا ہے اور وہ بعض دفعہ صدیوں پر پھیلا ہوا سلوک ہے۔ بعض دفعہ ہزاروں سال تک پھیلا ہوا سلوک ہے اور وہ ایک ایسی جاری تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ ان کی بالآخر ناکامی مقدر بن جاتی ہے ان کا اور خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں اور سچے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا تائیدات ملتی ہیں بے انتہا ان پر فضل نازل ہوتے ہیں، رحمتیں نازل ہوتی ہیں، برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ وہ دشمنوں کے دیکھتے دیکھتے، بڑھتے پھیلتے پھولتے پھلتے چلے جاتے ہیں کوئی نہیں جو ان کی راہ روک سکے، کوئی نہیں جو ان کی ترقی کی راہ میں حائل ہو سکے وہ بالآخر ضرور غالب آتے ہیں اور یہ آخرت میں غالب آنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ دور کے مستقبل میں غالب آتے ہیں بلکہ ان کا ہر قدم غلبہ کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ ان کے حال میں ان کے مستقبل کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے حال کے آئینے میں مستقبل کے عکس روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور جس آنکھ نے دیکھنا ہو اس کو مستقبل کے انتظار کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے پہچان سکتی ہے یہ بڑھنے

والے اور غالب آنے والوں کی علامتیں ہیں۔

پس یہ وہ نشان تھا جو در حقیقت جماعت احمدیہ نے مانگا اور یہ نشان جماعت احمدیہ کو ہر جگہ عطا ہوا۔ خود کیرالہ میں ہی اس مباہلے کے بعد اسی جگہ تین ایسے معززین جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں جن کا ان سے پہلے جماعت کی متشدد مخالف جماعتوں سے تعلق تھا اور چونکہ ان کو یہ احساس ہوا کہ اس میں ہماری ذلت ہے اس لئے انہوں نے پورا زور لگایا۔ ایک صاحب کو تو اغوا کر کے گھیراؤ کر کے ان کے اوپر علماء کے بے حد دباؤ ڈالے، مناظرے کئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سارے قائم رہے اور خدا نے ان کو استقامت بخشی اور دشمنوں کے دلوں پر اس کے نتیجے میں ضرور ایک قسم کا عذاب نازل ہوا ہے کیونکہ بار بار ان کی طرف سے ان تینوں کے احمدیت میں شمولیت کے نتیجے میں بے چینی کے اظہار ہوئے لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو نسبتاً چھوٹے پیمانے کی چیز ہے اور ایک دشمن کہہ سکتا ہے کہ اتنے بڑے علاقے میں تین احمدی ہو جائیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دنیا میں تھوڑی تھوڑی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کوئی ادھر چلا جاتا ہے کوئی ادھر چلا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک جماعت کی اطلاعوں کا تعلق ہے اس چیز کو مباہلہ کرنے والوں کے دل جانتے ہیں کہ انہوں نے کس شدت سے محسوس کیا ہے لیکن جس نشان کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ اور ہے۔

وہ یہ ہے کہ مباہلہ کا اصل مقصد کسی کا سچا یا جھوٹا ثابت کرنا ہوتا ہے اور اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کے جھوٹا ہونے کے ایسے سامان کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کی صداقت صرف وہیں نہیں بلکہ دنیا کے اور ملکوں میں بھی روشن ہو گئی ہے۔ اب دیکھئے کیسی ان کی عقل ماری گئی اور کیسی ان سے جہالت کی بات ہوئی کہ مباہلہ میں ابھی پورے دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ انہوں نے اخباروں میں یہ خبریں شائع کر دیں کہ جماعت احمدیہ کیرالہ کے امیر ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور ان کے چیف مبلغ مولوی محمد ابوالوفا صاحب مباہلے کے دوسرے روز ہی وفات پا گئے۔

اب دیکھیں کیا ضرورت تھی جھک مارنے کی۔ انتظار کرتے دیکھتے کیا ہوتا ہے اور دوسرے روز وفات کا اعلان کر رہے ہیں دو مہینے کے بعد اور سعودی عرب میں بھی یہ اعلان ہوا اور پاکستان میں بھی یہ اعلان ہوا اور اخباروں کے علاوہ ایک امروز کا جانتے ہیں آپ مشہور اخبار ہے اس کے ۹ جون

کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ عظیم الشان خدا تعالیٰ کی طرف سے علماء کیرالہ کی صداقت کا نشان ظاہر ہوا ہے اور صداقت کا نشان یہ ہے کہ دو احمدیوں کا نام لے کے جو چوٹی کے تھے وہاں اس علاقے میں ان کی موت کا جھوٹا اعلان ان کی صداقت کا نشان ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ وہاں جماعت کو اور اب کیا انتظار ہے۔ دو باتیں ثابت ہوئیں۔ دہریوں کے لئے بھی منہ بند کرنے کے لئے ان کے پاس خدا نے ایک نشان دیا اور ان کا منہ بند کرنے کے لئے بھی ایک نشان دیا جو یہ کہتے تھے کہ دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے جو طریق مباہلہ بیان کیا تھا وہ درست تھا اور خدا کے نزدیک وہی طریق مباہلہ تھا جس کو ان کو قبول کر لینا چاہئے تھا۔ اس سے فرار کی راہ اختیار کی۔ ان سارے الزامات سے پیچھے ہٹ گئے جو ساری دنیا میں جماعت پر لگاتے پھرتے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے جو نصرت کے نشان بھی ہوئے ہیں وہ عالمی حیثیت کے ہیں اور یہ سال جو مباہلے کا تھا خواہ وہ میرے والا سال شمار کر لیں یا ان کا سال بھی بیچ میں شامل کر لیں۔ اس کثرت سے خدا کے فضل جماعت پر نازل ہوئے ہیں کہ کوئی بالکل ہی اندھا ہو تو وہ نہ دیکھ سکے مگر اگر اس میں ٹٹولنے کی طاقت بھی ہو تو اس کو پتا لگ سکتا ہے۔ اتنا امتیازی سال ہے یہ نشانات کا کہ انسان کی عقل حیرت زدہ ہو کہ رہ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور بہت اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہوتی تو سب سے بڑی پکڑ تو جماعت احمدیہ کے سربراہ پر آنی چاہئے تھی۔ جس نے یہ جرأت کی کہ ساری دنیا کو چیلنج کیا ہے اور سب سے زیادہ فضل اس شخص پر نازل ہونے چاہئے تھے جس کو اولین مخاطب کے طور پر پیش کیا گیا تھا لیکن دیکھیں وہ سال تو بے نتیجہ نہ نکلا۔ وہ مباہلہ تو بے اثر ثابت نہ ہوا۔ بلکہ اگر آپ غور کریں تو بہت عظیم نشان ہے جو تاریخ میں شاذ کے طور پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اس میں بہت سے پہلو ایسے ہیں جو ابھی آپ کی نظر میں نہیں لیکن بعد میں ظاہر ہوں گے۔ دو طریق پر خدا نے فوری طور پر جماعت احمدیہ کی سچائی کے نشان ظاہر فرمائے۔ **اول ایک ایسے شخص کو جس کی وہ موت کا اعلان کر رہے تھے بلکہ یہ کہہ رہے تھے کہ مرزا طاہر کے ہاتھوں سے یا اس کے ایماء پر اس کے مقرر کردہ قاتلوں کے ہاتھوں سے وہ قتل کیا گیا ہے اور اگر یہ بات جھوٹ نکلے تو ہمیں سرِ عام**

پھانسی دو اور ہم سے یہ کرو اور وہ کرو۔ ایک مہینے کے اندر اندر اس مردے کو خدا نے زندہ کر دیا ہے۔

پس اگر ان کے اندر ذرا بھی شرافت اور دیانت ہوتی اور عقل سے کام لیتے تو ان کو یہ پتا چلتا کہ دراصل وہ دشمن زندہ نہیں ہوا بلکہ احمدیت زندہ ہوئی ہے۔ خدا نے احمدیت کو اس کی زندگی کا نشان دکھا کر ایک نئی شان سے زندہ کیا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے خلافت احمدیہ پر یہ الزام لگا رہ جاتا۔ احمدی لاکھ کہتے کہ ہم جانتے ہیں ہمارے یہ طور طریق نہیں ہیں مگر دشمن یہی کہتا رہتا کہ ایک خلیفہ تمہارا قاتل تھا۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے اس کو اس لاعلمی کی حالت میں بھی مرنے نہیں دیا۔ بلوایا وہاں سے پاکستان میں ان دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے دکھایا کہ تم جھوٹے ہو تمہاری لعنتیں تم پر پڑ چکی ہیں اور یہ جو دشمن تم نے سازش میں ساتھ شامل کیا ہوا تھا جس کی موت کا جھوٹا اعلان کر کے تم نے ایک معصوم شخص پہ قتل کے الزام لگائے ہوئے تھے خدا نے ظاہر کر دیا کہ تم سب لوگ جھوٹے تھے اور وہ سچے تھا۔

تو یہ اپنی ذات میں کوئی معمولی نشان تو نہیں۔ اگر ہمارا مباہلہ بھی بے اثر جاتا اور ایک پھوکے کارتوس کی طرح چلتا مگر کچھ تماشہ نہ ہوتا کوئی آواز نہیں آتی تو پھر دشمن احمدیت یا دہریہ کہہ سکتے تھے کہ دیکھ لو نہ وہ مباہلہ چلا نہ یہ مباہلہ چلا خدا بھی نہیں ہے یونہی گپیں یہ ہیں یا یہ کہ دونوں فریق جھوٹے ہیں۔ لیکن وہ مباہلہ تو چلا ہے اور بڑی شان کے ساتھ چلا ہے۔

پھر ضیاء الحق کی موت کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی اور ایسی غیر معمولی موت جس میں سرگردانی کے باوجود آج تک کسی کو کوئی نشان نہیں مل سکا کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ جس کو ہوائی قلعہ کہتے تھے اس جہاز میں سوار اس کے پرخچے اُڑ گئے اور کم وبیش وہی حالت پیدا ہوئی جیسی خدا نے ایک دفعہ میرے منظوم کلام میں ظاہر فرمائی تھی گو الہام تو نہیں تھا وہ میرے اپنے ہی شعر تھے لیکن بعض دفعہ خدا زبان سے ایسی بات جاری فرما دیتا ہے جس کی سچائی کے اوپر پھر وہ ضامن بن جاتا ہے۔ وہ دیکھ لیں وہ نشان تو پورا ہوا اور اس نشان کے ساتھ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سے مخفی نشانات ہیں جو وقت کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس طرح اس ایک مردے کی زندگی کے ساتھ دراصل ساری جماعت میں زندگی پڑ گئی وہ غم اور فکر دور ہوئے، وہ تفکرات دور ہوئے، وہ توہمات ختم ہوئے۔ بڑی بے چین تھی جماعت، بڑے ان پر تکلیفوں کے سائے پڑے ہوئے تھے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس نے کوئی ظلم نہیں کیا اور ساری دنیا کی نظر میں اس کو ظالم بنایا جا رہا ہے۔ ساری جماعت بڑی

گہری طور پر متفکر تھی۔ اتنا زبردست پروپیگنڈا تھا کہ برٹش حکومت تک بھی اس بات کو غور سے سننے لگی تھی کہ ہاں امکان موجود ہے اور ان کے بعض وزراء نے بعض احمدیوں سے ذکر کیا کہ وہ تو یہ کہتے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس کو ایک مجرم کے طور پر ہمارے سپرد کیا جائے۔

تو دیکھئے خدا نے کس شان کے ساتھ جماعت کو ایک نئی زندگی کا چھینٹا دیا ہے۔ کیسی ان کی روحیں تازہ ہوئیں۔ کس طرح بے اختیار خدا کی حمد کے ترانے ساری دنیا میں جماعت نے گائے۔ یہ کوئی معمولی نشان ہے؟ اور پھر ضیاء کی ایک زندگی میں ان سب ملاؤں کی زندگی تھی۔ آپ کو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس کی موت کے ساتھ ان کے دلوں پر کیا کیا بلائیں پڑیں ہیں۔ کیا کیا انہوں نے خبیثانہ منصوبے بنائے ہوئے تھے۔ کیا کچھ کرنا ابھی باقی تھا۔ ان کے ساتھ تو وہی ہے فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ (البقرہ:۱۸) جب انہوں نے سمجھا کہ ماحول روشن ہو گیا ہے اب ہمارے لئے تو ان کی آنکھوں کا نور خدا لے گیا۔ آنحضرت ﷺ کے وصال پر جس طرح ایک محبت کرنے والے عاشق نے یہ کہا تھا کہ تو میری آنکھ کی پتلی تھی آج تو گیا ہے تو میری آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ **امر واقعہ یہ ہے کہ آج کے علماء کی آنکھوں کی پتلی ضیاء الحق تھا۔ اس کی موت کے ساتھ ان کی پتلیاں اندھی ہو گئیں اور ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔** بالکل قرآن کریم کے بیان کے مطابق فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ کا معاملہ ان کے ساتھ ہوا ہے اور وہ سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ یہ جو بعد میں جماعت احمدیہ کو مارنے، جماعت احمدیہ کے گھر جلانے، ان کے اوپر گند اچھالنے کی جو خوفناک مہم جاری ہوئی ہے یہ ان کے دل کا غضب ہے جو ننگا ہو رہا ہے، ان کے کینے باہر آ رہے ہیں۔ جھلا گئے ہیں کچھ ان کی پیش نہیں جا رہی۔ اس لئے وہ کہتے ہیں اچھا خدا نہیں تو ہمارے ہاتھ تو ہیں ہم ان کو مارتے ہیں۔

ایک اور بات جو وہاں بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم سچے ہیں تو جماعت احمدیہ پر لعنتیں پڑیں اور جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ ہو وہ اب اس اعلان سے پیچھے ہٹ گئے ہیں اور یہ اعلان کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہمیں کچھ نہ ہوا تو ہم سچے نکلیں گے۔ وہی منظور چنیوٹی والا حال۔ ایک منظور چنیوٹی کو چھپاؤ دوسرے نکل آتے ہیں ہر جگہ یہی حال ہے۔ نہ شرافت ہے، نہ صداقت ہے، نہ عقل ہے وہ تحریر تو دیکھو کیا تھی جس پر دستخط کئے گئے ہیں۔ کس کی

طرف سے کیا مطالبے تھے۔ پس جہاں تک جماعت احمدیہ کی صداقت کا تعلق ہے وہ تو روز روشن کی طرح ساری دنیا میں ظاہر ہوئی ہے اور تم خود اپنے ہاتھوں جھوٹے ثابت ہو چکے ہو۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تم گالیاں دیتے ہو اور اس کے باوجود خدا نے تمہیں پکڑا نہیں تو یہ بھی تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آج تک میں نے کبھی دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں گالیاں دینے کو سچائی کی دلیل کے طور پر نہیں پڑھا۔

کیسی جہالت، کیسی بے وقوفی، کیسی حماقت ہے کہ پاکستان کے علماء بھی اور وہاں ہندوستان کے علماء بھی بے انتہا گند بکتے ہیں اور آخر پر اعلان کر دیتے ہیں کہ دیکھو ہم نے اتنی گالیاں دی ہیں اور ہم پر خدا کا عذاب نازل نہیں ہوا اس لئے ہم سچے اور یہ جھوٹے ہیں۔ گالیاں بکنے والے تو خود عذاب میں مبتلا ہیں گالیاں ظاہر کرتی ہیں کہ سینوں میں آگیں لگی ہوئی ہیں۔ جب کچھ پیش نہ جائے تو جھلا کر لوگ اس قسم کی بکواس کیا کرتے ہیں، عورتیں پاگل ہو جاتی ہیں جن کا بس نہیں چلتا۔ وہ وہ پھکڑ تولتی ہیں، وہ گند بولتی ہیں اپنے دشمن پر کہ شریف آدمی سن بھی نہیں سکتا۔ ایک نفسیاتی معاملہ ہے اس کو کیوں نہیں سمجھتے کہ گالیاں دینے والا گالیاں دے کر یہ بتاتا ہے کہ میرے دل میں کیا آگ لگی ہوئی ہے۔ اسے کوئی سکون نصیب نہیں ہوتا۔

پس جتنا کوئی نیکوں اور پاکوں کو گالیاں دیتا ہے اتنا اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہے۔ اس کا سچا ہونا ثابت ہو کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا کے سچوں کے مکذبین کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ کیا جائے۔ اب مجھے بتاؤ کہ کن گالیاں دینے والوں پر خدا کی طرف سے بجلیاں نازل ہوئیں۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ محمد مصطفی ﷺ کے دشمن یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ آسمان سے پتھراؤ کیوں نہیں کرواتا ہم پہ، کیوں خدا ہم پر پتھر نازل نہیں کرتا؟ اس لئے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کر رہے ہیں دیکھ لو ہم سچے ہیں۔ یہ اشارہ موجود ہے قرآن کریم کی ایک آیت میں اور واقعہ یہ ہے کہ وہ ابوجہل تھا جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ دیکھو میں سب سے بڑا مکذب، سب سے بڑا شیطان، سب سے زیادہ گالیاں دینے والا اور کوئی آسمان سے پتھر نازل نہیں ہوتے۔ تو وہ لوگ جو گالیوں کے نتیجے میں سزا مانگتے ہیں اور فوری سزا مانگتے ہیں خدا کی تقدیر کو بدل نہیں سکتے اس کے طریق مختلف ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم تعجب سے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتا ہے یہ کیسے بے وقوف ہیں کہ رحمت میں جلدی کرنے کی بجائے عذاب میں جلدی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں خدا جلدی سے کیوں عذاب ظاہر نہیں کرتا۔

پس جہاں تک خدا کے عذاب کا تعلق ہے وہ ہوا کرتے ہیں نازل مختلف رنگ میں نازل ہوتے ہیں کئی قسم کے گند ہیں جو قوم کے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں کئی قسم کی اخلاقی موتیں ہیں جو واقعہ ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ بحیثیت مجموعی مکذب قومیں انحطاط کا شکار ہو جایا کرتی ہیں۔ طرح طرح کی دنیاوی آفات میں مبتلا ہونے لگ جاتی ہیں۔ ایک پورا وسیع مضمون ہے جو ایک یا دو افراد کی موت سے نہیں بلکہ ایک سیلاب کی طرح ساری قوم پر چڑھ دوڑتا ہے اور قومیں خدا کے غضب کا نشان بن جایا کرتی ہیں اس غضب کی علامتیں بن کے ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

یہ نشان پاکستان میں بھی کثرت سے ظاہر ہو رہا ہے اور ہندوستان میں بھی کثرت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جب تک قوم ان علماء کا دامن نہیں چھوڑتی، جب تک ان مکذبین کا دامن نہیں چھوڑتی مسلمان قوم کے لئے جہاں جہاں اس قسم کے علماء کے ساتھ وہ چمٹے ہوئے ہیں کوئی امن اور سکون نہیں ہے۔ جو چاہیں وہ کر لیں جب تک ان کی نحوست کے سائے سے چل کر باہر نہیں نکلتے اس وقت تک وہ کبھی چین نہیں پائیں گے کبھی ان کا کچھ نہیں بن سکے گا۔ ان کی تقدیر بننے کی بجائے بگڑتی چلی جائے گی۔ یہ ہے وہ سلوک جو ہمیں پتا چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مطابق خدا کے سچوں کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے ورنہ اگر آسمان سے پتھر گرنے ہوتے اور کسی شخص نے اپنی گندگی کے نتیجے میں معاً ہلاک ہونا ہوتا تو کیوں آنحضرت ﷺ کے مکذبین کے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوا۔ مغربی دنیا کی صدیاں اس بات پر گواہ کھڑی ہیں۔ ایسے ایسے بدبخت پیدا ہوئے ہیں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو ایسی ایسی غلیظ گالیاں دی ہیں کہ چند سطریں پڑھ کر انسان سے برداشت نہیں ہو سکتا کہ مزید اس بات کو آگے پڑھ سکے۔ بعض دفعہ جواب لکھنے کے لئے یا اطلاع پانے کی خاطر کہ ان بدبختوں نے حضرت محمد مصطفی ﷺ سے کیا کیا سلوک کیا ہے مجبوراً پڑھنا پڑھتا ہے لیکن انتہائی تکلیف دہ اور دردناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس لئے ان کے اوپر تو کہیں خدا کی طرف سے کوئی پتھر نہیں گرے، کئی ایسے ہیں جو لمبی عمریں پا کر اور طبعی عمر وفات پا گئے۔ تو جماعت احمدیہ نے تو وہ سلوک مانگا تھا جو خدا کے انبیاء

کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور اس سلوک میں سب سے نمایاں سلوک یہ ہے کہ **كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ** (المجادلہ:۲۲) **زور جتنا مرضی لگا کے دیکھ لو تم دن بدن ہارتے چلے جاؤ گے اور میرے لوگ جو محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ ہیں وہ غلبہ پاتے چلے جائیں گے۔** یعنی الفاظ تو یہ ہیں اَنَا وَ رُسُلِیۡ میں اور میرا رسول لازماً غالب آئیں گے مگر رسول کے اندر ساری جماعت شامل ہوتی ہے

پس یہ ہے وہ سلوک جو دشمن سے ہوتا ہے کہ وہ پورا زور لگاتا ہے اور وہ زور لگانے کے باوجود دن بدن ناکام اور نامراد مرتا چلا جاتا ہے۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ دن بدن ان کی زمینیں تنگ ہوتی چلی جارہی ہے۔ یعنی دوسرے معنوں میں محمد مصطفی ﷺ کی زمین وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کون سا دنیا میں ایسا مقام ہے جہاں تم احمدیت کی زمین تنگ کر سکے ہو۔ ہاں ہر جگہ مقابل پر تمہاری زمین تنگ ہوتی گئی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جہاں جماعت کے پھیلاؤ کو تم روک سکے ہو اور یہی وہ تکلیف ہے جس نے آگ بن کر تمہیں ایک عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ آخری بات یہی ہے۔

پس تمہاری گالیاں دینا تو تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر تم غالب آئے ہوتے تو تم نے گالیاں چھوڑ دینی تھیں تم نے تو ہنسنا اور قہقہے لگانا تھا اور خوش ہو جانا تھا پھر احمدی گالیاں دیتے تمہیں۔ جو جھوٹے ہوتے اور جن کی کچھ پیش نہ جاتی انہوں نے پھر آخر تنگ آ کر گالیاں ہی دینی تھیں بیچاروں نے۔

تو تھوڑے ہو کر، کمزور ہو کر، بے بس اور بے اختیار ہو کر ان کے دلوں پر تو طمانیت نازل ہوتی ہے خدا کی طرف سے ان کو تو صبر کا نشان دیا جاتا ہے۔ ان کو وہ ساری علامتیں عطا ہوتی ہیں جو خدا کے سچے انبیاء کے ماننے والوں کو عطا ہوا کرتی ہیں اور تمہیں جھوٹوں کی علامتیں عطا ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو گیا کہ تم سچے نکلے اور ہم جھوٹے۔ دیکھو آنحضرت ﷺ نے ایک سادہ سے فقرہ میں ہمیشہ کے لئے اس بات کا فیصلہ فرما دیا کہ سچا کون ہوتا ہے اور جھوٹا کون ہوتا ہے۔ آخری زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے جب یہ فرمایا کہ بہتر (۷۲) فرقے ہو جائیں گے۔ کلھم فی النار وہ سارے کے سارے آگ والے ہوں گے سوائے ایک جماعت کے جو سچی ہوگی جسے

خدا کھڑا کرے گا۔ یہ جو جماعت سچی ہوگی کی خوشخبری دی اس کے متعلق جب ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیسے ہم پہچانیں کہ وہ سچے ہیں۔ فرمایا **ما انا علیه و اصحابی** (ترمذی کتاب الایمان حدیث نمبر: ۲۶۴۱) تم دیکھنا جو میرا حال ہے، جو میرے ماننے والے اور میرے صحابہ کا حال ہے وہی ان کا ہوگا۔ تو دیکھو تم نے گند بکنے کے بعد کس جماعت میں شامل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں تم ایک بھی مثال ایسی دے سکتے ہو کہ جس طرح تم مسجد و محراب سے انتہائی مغلظات بکتے ہو اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہو **نعوذ باللہ من ذالک** ایک دن بھی آنحضرت ﷺ کے کسی صحابی نے بھی یہ مسلک اختیار کیا ہو۔ ہاں آپ کے خلاف جھوٹ بولے جاتے تھے۔ آپ لوگوں کو گندی گالیاں دی جاتی تھیں۔ آپ کے خلاف افترا کئے جاتے تھے۔

تو پھر دیکھو کہ سچا تو وہی ہے جس کی شکل حضرت رسول اکرم ﷺ اور آپ کے غلاموں کی بنتی چلی جا رہی ہے اور یہ شکل خود تو تم بنا رہے ہو اپنے ظلموں کے ذریعے۔ قرآن کریم سے سچوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو اور پھر دیکھو کہ کس طرح جماعت احمدیہ کیرالہ کی دعا کو خدا نے سنا ہے۔ انہوں نے تو یہ مانگا تھا کہ اے خدا! رسول کے دشمنوں سے جو تو کرتا چلا آیا ہے جو ان کے حالات ہوتے ہیں وہی ان کے کر دے۔

چنانچہ اب دیکھ لو کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نے اس مضمون کو خوب واضح کر دیا اور کھول دیا۔ آپ کی مسجدیں منہدم کی جاتی تھیں۔ آپ کے گھروں کو آگ لگائی جاتی تھی۔ آپ کے صحابہ کو تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ گالیاں دی جاتی تھیں دن رات گند بکے جاتے تھے۔ ہر قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔ عبادت نہیں کرنے دی جاتی تھی۔ کلمہ نہیں پڑھنے دیا جاتا تھا۔ حج سے روکا جاتا تھا۔ یہ اعلان کرنے سے باز رکھا جاتا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ سو فیصدی یہ تصویر حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کی آج جماعت احمدیہ کو زندہ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ان سے یہ مظالم ہوئے اور وہ صبر کے ساتھ قائم رہے۔ عبادتوں سے روکے گئے لیکن عبادتیں کرتے چلے گئے اور عبادتوں میں پہلے سے بڑھ گئے۔ کلمہ توحید سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن قربانی پر قربانی دیتے چلے گئے اور کلمہ توحید سے جان سے بڑھ کر چمٹے رہے۔ جانیں گنوا دیں مگر کلمہ توحید کو اپنے دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ

وہ جماعت ہے جس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانے کے وہ تمام اعلیٰ اخلاق دہرا دیئے ہیں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے دہرا رہی ہے۔اس کردار کو زندہ کر کے آپ پوری دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے جو کبھی تاریخ کے صفحوں میں پڑھا جاتا تھا۔اور تم وہ ہو ہاں! تم وہ بدنصیب ہو جس نے محمد رسول کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ظلم کرنے والوں کے ہر کردار کو اپنا لیا۔آپ کے دشمنوں کے ہر وطیرے کو دوبارہ اختیار کیا اور آج تم بھی ایک تاریخ لکھ رہے ہو ہماری طرح دنیا کی آنکھ جو دیکھنے کی آنکھ ہے وہ گواہ ہے اور ہمیشہ گواہ رہے گی کہ ہم نے اپنی قربانیوں اور اپنی وفا اور اپنے خون سے اور اپنے گھر جلا کر اور اپنی اولادیں قربان کر کے جو تاریخ آج اس زمانے میں لکھی ہے یہ وہی تاریخ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے غلاموں نے اسی طرح اپنی وفا کے ساتھ، اپنی قربانیوں کے ساتھ، اپنے نیک اعمال کے ساتھ لکھی تھی اور تم وہ ہو جو وہ تاریخ لکھ رہے ہو جو مخالفین محمد مصطفی ﷺ لکھتے چلے گئے یہاں تک کہ خدا نے ان کو مغلوب کر دیا اور ان کو بے اختیار کر دیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے دین اسلام پھیلتا چلا گیا۔ پس آج بھی وہی اسلام پھیلے گا جو محمد رسول اللہ ﷺ کا اسلام ہے اور اس اسلام کے نقوش دن بدن واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔